(۱)

یارب خلّاقِ ماہ و ماہی تُو ہے
بخشندۂ تاج وتختِ شاہی تو ہے
بے منّت و بے سوال و بے استحقاق
دیتا ہے جو سب کو وہ الٰہی تو ہے[۱]

۱ "رباعیاتِ دبیرؔ" نخبیر لکھنوی میں "یا الٰہی" ہے۔

لغات: خلّاق: پیدا کرنے والا / ماہ: چاند / ماہی: مچھلی / استحقاق: سزاوار حق، قابلیت / یا: حرف مد / صنعت شبہ اشتقاق: ماہ، ماہی / صنعتِ تکرار مع الوسائط: بے منت و بے سوال و بے استحقاق / صنعتِ ترصیع۔ بے۔ ہے / مصرع چہارم روزمرہ کی اچھی مثال ہے۔

(۲)

یارب جبروتی تجھے زیبندہ ہے
ہر تن ترے سجدے میں سر افگندہ ہے
توحید کا کلمہ یہی پڑھتا ہے دبیر
جو تیرے سوا ہے وہ ترا بندہ ہے

لغات: جبروتی: عظمت، جاہ و جلال / زیبندہ: زیب دیتا ہے / افگندہ: گرا ہوا / صنعتِ تنسیق الصفات: رب، بندہ، جبروتی، توحید، کلمہ، بندہ

(۳)

پرہیز نہیں گناہ سے دردا دردا
آرام کی امید ہو کیوں کر فردا
محشور ہوں فرد فرد جس دم جز و کل
ربّ ارحمنی ولا تذرنی فردا

لغات: دردا: افسوس/ فردا: کل/ محشور: محشر میں حساب ہوں/ فرد: الگ الگ/ صنعتِ ذوالِلسانَین: مصرع سوم اُردو اور چہارم عربی میں ہے/ صنعتِ طباق ایجابی: جزو کل/ صنعتِ تکرار: فرد فرد، دردا دردا/ صنعتِ مراعات النظیر: محشور، فرد، ربّ ارحمنی

(۴)

یا بارِ خدا عام ہے انعام ترا
غفار بھی ستار بھی ہے نام ترا
میں عذرِ گناہ کرتا ہوں، تُو رحمت کر
وہ کام میرا ہے، اَور یہ کام ترا

لغات: عذر: بہانہ صنعتِ تلمیح: غفار: بخشنے والا (خدا کا نام)۔ ستار: عیبوں کو چھپانے والا (خدا کا نام)/ صنعتِ تضمین المزدوج: عام، انعام/ غفار، ستار/ میرا، تیرا/ صنعتِ تنسیق الصفات: خدا، غفار، ستار/ صنعتِ ترصیع: یا، تیرا/ صنعتِ طباق ایجابی: وہ، یہ میرا، تیرا/ صنعتِ احتجاج بدلیل۔ پوری رباعی اسی صنعت میں ہے۔ صنعتِ لف و نشر مرتب: مصرع سوم اور مصرع چہارم ہے

(۵)

معراجِ نبیؐ میں جائے تشکیک نہیں
ہے نور کا تڑکا شبِ تاریک نہیں
قوسین کے قرب سے یہ ثابت ہے دبیر
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

لغات: تشکیک: شک/ تڑکا: سویرا/ قوسین: محراب عرش/ قرب: قریب/ صفت حسن تخلص/ مصرع چہارم روزمرہ میں ہے/ صنعت تلمیح معراج جس میں پیغمبرؐ براق پر سوار ہو کر عرش گئے/ قوسین: عرش کے بلند مقامات، محراب عرش/ تیسرا اور چوتھا مصرع صنعت مذہب کلامی کی عمدہ مثال ہے۔

(۶)

موسیٰ کو تو حکمِ خلعِ نعلین ملا
احمدؐ کو مقامِ قابِ قوسین ملا
معراج کو یہاں عرشِ معلیٰ وہاں طور
کیا فرقِ بلند و پست مابین ملا

لغات: خلع: نکال دینا/ نعلین: جوتیاں/ قاب قوسین: عرش کے بلند مقامات/ عرش معلیٰ: عرش کے بلند مقامات/ مابین: درمیان/ تلمیح معراج، طور/ صنعت تضاد: بلند پست/ صنعت لف و نشر مرتب کی عمدہ مثال مصرع سوم و چہارم ہے

مذہبی رباعیات　　نعتیہ　سایہ نہ تھا

(۷)

اندام نبیؐ نے کیا صفائی پائی
سائے کی بھی وصل سے جدائی پائی
وہ سایہ ہوا دواتِ قدرت میں جمع
لکھنے کو قضا نے روشنائی پائی

لغات: اندام: بدن/ دوات: روشنائی کی شیشی/ روشنائی: سیاہی، جس میں ڈبو کر قلم لکھتے ہیں/ قضا: مشیتِ الٰہی/ عمدہ مضمون/ صنعتِ تضاد: وصل، جدائی۔ صنعتِ مراعات النظیر: دوات، روشنائی، لکھنے۔

مذہبی رباعیات　　نعتیہ سراپا/ روئے محمدؐ

(۸)

کیا روئے پیمبرؐ نے ضیا پائی ہے
فرقاں کی بلا فرق یہ زیبائی ہے
ہر شے سے مقدم ہے ہمیں اس کا ادب
قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

مصرع چہارم دوسری رباعی میں تکرار ہوا ہے۔

لغات: روئے پیمبرؐ: صورتِ پیمبر/ ضیا: روشنی/ زیبائی: خوب صورتی/ مقدم: ضروری لازم/ روزمرہ: مصرع چہارم عمدہ مثال ہے/ تشبیہ: رخِ پیغمبرؐ کو قرآن کی روشنی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مصرع چہارم میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے ’’سب سے پہلے اللہ نے میرا نور خلق کیا‘‘

(۹)

قرآن ہے شرحِ رخِ زیبائے علیؑ
ایمان کا ایماں ہے تولاّئے علیؑ
بندوں کی تو معراج نمازیں ہیں مگر
معراجِ نماز ہے سراپائے علیؑ

(۱۰)

رُو قبلہ کی جانب ہو تو دل سوئے علیؑ
سونگھوں جو پھول آئے خوشبوئے علیؑ
آئینہ میں آب و خواب میں پُتلی میں
یارب ہر شکل سے دکھا روئے علیؑ

(۱۱)

حیدرؑ کو شرف حق نے عطا فرمایا
مابینِ شکم ذکرِ خدا فرمایا
تھا اُن کی ولادت کے نہ قابل کوئی گھر
کعبہ کو خلیلؑ نے بِنا فرمایا

(۱۲)

حیدرؑ نے ہر اقلیم کو تسخیر کیا
مالک نے انھیں مالکِ شمشیر کیا
قابل جو ولادت کے نہ تھا کوئی گھر
گھر حق کا خلیلِ حق نے تعمیر کیا

منقبتی رباعی　حضرت علیؑ　ترکِ دنیا

(۱۳)

بن ٹھن کے ہزار بار آئی دنیا
پر چشمِ علیؑ میں نہ سمائی دنیا
جتنا درِ خیبر کو اٹھایا تھا بلند
نظروں سے اسی طرح گرائی دنیا

منقبتی رباعی　حضرت علیؑ

(۱۴)

کب خطبے نے وہ نام کسی سے پایا
جو، احمدِ مرسلؐ کے وصیؑ سے پایا
کرسی فلک کا وہ نہیں عرش سے اَوج
جو پایۂ منبر نے، علیؑ سے پایا

منقبتی رباعی　حضرت علیؑ　اسم

(۱۵)

جز نقشِ علیؑ نقش ہر اِک بے جا ہے
یہ نقش نجاتِ رحمتِ عُقبا ہے
اپنے ایمان کی لوحِ ابجد میں دبیرؔ
اِک عین ہے اک لام ہے اور اِک یا ہے

منقبتی رباعی　حضرت علیؑ　مزار

(۱۶)

مومن جو باریاب ہو جاتا ہے
وہ اَوج میں لاجواب ہو جاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ مولاؑ پہ چراغ
وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

(۱۷)

اعجازِ امامِ انس و جن روشن ہے
دائم ہیں جوان بہ حالِ سن روشن ہے
مہدیؑ ہیں نہاں نورِ ہدایت ہے عیاں
خورشید تو بدلی میں ہے دن روشن ہے

صنعتِ تضاد: نہاں، عیاں / صنعتِ مذہب الکلامی

منقبتی رباعی   حضرت امام مہدیؑ

(۱۸)

حیدرؑ کا ہر اِک جن و مَلک بندہ ہے
ہر شاہ و گدا اَبد تلک بندہ ہے
سُن لو! عددِ جہان و مہدیؑ ہیں ایک
تا روزِ حساب ان کا فلک بندہ ہے

(۱۹)

ہر چند کہ معصیت سے نادم ہم ہیں
پر خُلد کے گل گشت کے عازم ہم ہیں
روکیں گے جو دربانِ جناں کہہ دیں گے
سرکارِ حسینؑ کے ملازم ہم ہیں

لغات: معصیت: گناہ/نادم: شرمندہ/گل گشت: گلستان کی سیر/عازم: آمادہ/سرکارِ حسینؑ: سلطنتِ حسینی/صنعت ترصیع: روکیں ہیں/عمدہ اور اچھا مضمون ہے (کسی بھی دربار کے نوکر اس دربار میں بغیر پوچھ گچھ کے آ اور جا سکتے ہیں۔)

(۲۰)

دل داغِ غمِ شاہؑ کا پروانہ ہے
روشن ہے یہ شمع تعزیہ خانہ ہے
مرنے پہ چراغِ گور اور حشر کے روز
بخشش کا یہی چراغ پروانہ ہے

لغات: تعزیہ خانہ: علم ایستادہ کرنے کی جگہ/پروانہ: اجازت کا کاغذ، پتنگ/تلمیح: داغِ غمِ شاہ سے مراد چراغ اور نورِ سید الشہدا ہے۔ دوسرے معنی داغِ ماتم بھی ہو سکتا ہے/بخشش کا پروانہ۔ چراغِ گور سے مراد قبر کی روشنی ہے/صنعت مراعات النظیر: داغ، پروانہ، روشن، شمع/صنعت ترصیع: مرنے، ہے

(۲۱)

دنیا سے اُٹھا میں لے کے نامِ حیدرؑ [1]
جنت کو چلا بہرِ سلامِ حیدرؑ
عصیاں ہوئے سدِ رہ تو رضواں نے کہا
آنے دو اسے ہے یہ غلامِ حیدرؑ

[1] بعض مقامات پر مصرع یوں ہے: دنیا سے اُٹھا لے کے جو نامِ حیدرؑ

لغات: عصیاں: گناہ/سدِ راہ: راستے میں رکاوٹ/محاورہ: دنیا سے اٹھنا: مرجانا/تلمیح: رضوان: جنت کے دربان/صنعتِ تعلیق: رباعی کا پہلا شعر اسی صنعت میں ہے۔

(۲۲)

جس نے آزارِ مفلسی بتلایا
عیسیٰ نے اُسے نامِ علیؑ بتلایا
پوچھی جو غذا مریضِ عصیاں نے دبیرؔ
کھانے کو غمِ سبطِ نبیؐ بتلایا

لغات: آزار: تکلیف/عصیاں: گناہ/تلمیح عیسیٰ: جو مریضوں کو شفا دیتے تھے، غمِ سبطِ نبیؐ: یعنی غمِ امام حسینؑ/جدید ترکیب: مریضِ عصیاں/محاورہ: غم کھانا: یعنی غم کرنا، مغموم ہونا/صنعتِ مراعات النظیر: غذا، مریض، کھانے۔

(۲۳)

سینے میں گُلِ داغ ہیں خرمن خرمن
سوزِ غمِ شہ دل میں ہے گلخن گلخن
چشموں میں ہے جوشِ گریہ دریا دریا
موتی ہیں بجاے اشک دامن دامن

(۲۴)

دل میں غمِ شبیرؑ کا داغ ایسا ہو
جو بلبلِ سدرہ کے باغ ایسا ہو
تا حشر ہے روشنیٔ داغِ شبیرؑ
مرقد میں اگر ہو تو چراغ ایسا ہو

(۲۵)

مرقد پہ نہ گُل دستہ اِرم کا رکھنا
بس تعزیہ سلطانِ اُمَم کا رکھنا
میں عاشقِ عباسؑ ہوں یارو پسِ مرگ
پنجہ مری تربیت پہ عَلَم کا رکھنا

لغات: مرقد: قبر/ ارم: جنت/ مرگ: موت/ تربت: قبر/ تلمیح: تعزیہ۔ سلطان اُمم سے مراد امام حسینؑ ہیں۔ پنجے سے مراد علم کا کلس ہے/ صنعتِ مراعات النظیر: عباسؑ، پنجہ، تربت، علم/ صنعتِ تجرید: حضرت عباسؑ اور علم/ صنعتِ ایہام: پنجے سے مراد ہاتھ اور علم بھی ہے صنعتِ مذہب الکلامی میں دوسرا شعر ہے۔

(۲۶)

یا رب تُو ہو جس روز عدالت آرا
اور فردِ عَمل دِکھائے عالم سارا
مشہور ہوں یاں دبیرِ سرکارِ حسینؑ
آنجا بہ حُسن بخش گناہِ ما را

لغات: عدالت آرا: عدالت کو سجائے (مراد محشر ہے)/ فردِ عمل: دفترِ اعمال/ سرکار: سلطنت/ صنعتِ حسن تخلص: دبیر سرکارِ حسینؑ/ صنعتِ ایہام: دبیر سے مراد تخلص اور منتظم ہے یہاں معنی منتظم کے ہیں/ صنعتِ ترصیع: یا، سارا/ صنعتِ ذو اللسانین: دوسرے شعر کا پہلا مصرع اردو اور دوسرا مصرع فارسی میں ہے/ رباعی کا دوسرا شعر ندرتِ مضمون سے آراستہ ہے مصرع آخر میں ''حسن'' ایہام ہے یعنی حسن خدمت کے عوض بخش دے یا اپنے حُسن کے صدقے میں بخش دے۔

(۲۷)

گر صبح یہاں اَوج ہے تو شام نہیں
جب عزل ہوا مُہر کہیں نام نہیں
سُرعت سے تری نبضِ مریض اے گردوں
دنیا کو تیرے ہاتھ سے آرام نہیں

(۲۸)

دل کو پئے جمع زر پریشاں نہ کیا
سر کو سرگشتہ بہر ساماں نہ کیا
ہم تو ہیں ترے شکر گزار اے گردوں
احسان کیا جو کہ ہم پہ احساں نہ کیا

(۲۹)

کم مایہ سبک پیشِ جہاں ہوتا ہے
میزاں سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے
خوردوں سے تواضع ہے بزرگی کی
دلیل
جھکتا ہے جو پلّہ وہ گراں ہوتا ہے

(۳۰)

رُتبہ جسے دنیا میں خُدا دیتا ہے
دل میں وہ فروتنی کو جا دیتا ہے
کرتا ہے تہی دست ثنا آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے

اخلاقی رباعی   عیب جو کی مذمت

(۳۱)

جو اہلِ ہنر کا عیب جُو ہوتا ہے
بد اس کا ہر اک فعل نکو ہوتا ہے
جب نقصِ زر و سیم وہ کرتا ہے عیاں
خود سنگِ محک سیاہ رُو ہوتا ہے

سنگ محک: وہ پتھر جو کسوٹی ہوتا ہے

اخلاقی رباعی   ظرفیت دار

(۳۲)

گنجینہ جسے ربِّ ہُدا دیتا ہے
وہ دادِ عطیۂ خدا دیتا ہے
خاموش حبابوں کے ہیں ظرفِ خالی
دریا میں ہیں موتی وہ صدا دیتا ہے

یہ رباعی میر انیس کی رباعی کے مضمون کے برعکس ہے

(۳۳)

شیرانِ مضامیں کو کہاں بند کروں
کیا طبع کا دریاے رواں بند کروں
خلاق مضامیں تو سبھی ہیں لیکن
کُھل جائے یہ عقدہ جو زباں بند کروں

(۳۴)

الہام کے گلزار کا میں گلچیں ہوں
شیریں سخنی سے موردِ تحسیں ہوں
سُن کر میری شیریں سخنی کا شہرہ
شکّر نہیں کہہ سکتی کہ میں شیریں ہوں

مدحیہ رباعی   زہیر قین ۔ منقوط رباعی

(۳۵)

جب بخت بن قین نے زینت بخشی
زینبؑ نے تشنگی تب بہ شفقت بخشی
تیغیں جز تنِ جبیں شق جی بے چین
جنّت بخشی نبیؐ نے جنّت بخشی

رباعی صفتِ منقوطہ میں ہے

فلسفیانہ رباعی   بے ثباتی دنیا

(۳۶)

بالائے زمیں زندوں کی تعمیریں ہیں
مردوں کی یہ زیرِ خاک جاگیریں ہیں
عبرت کے مرقع کا ہے اِک صفحہ زمین
دونوں طرف اس ورق پہ تصویریں ہیں

نمونۂ سلام

(مرزا دبیر کے ۱۳۴ سلاموں میں سے یہاں صرف تین سلام پیش کیے گئے ہیں)

(۱)

سلام

جب سفیدی روضۂ شبیرؑ میں ہونے لگی
گرد روضہ کے پھری چونے میں مل کر چاندنی

اتحادِ پنجتنؑ پر مِل کے چاروں ہیں گواہ
دھوپ خورشیدِ درخشاں ماہِ انور چاندنی

مال و زر کا کیا بھروسا چاہیے فکرِ مآل
فی المثل ہے چار دن کی اے تونگر چاندنی

اَبروے ماہِ بنی ہاشمؑ سے روشن تھا جہاں
بدر سے اس ماہِ نو میں تھی فزوں تر چاندنی

صاف باطن لوث دنیا سے بَری دنیا میں ہیں
گرد آلودہ نہیں ہوتی زمیں پر چاندنی

بارہا لکھا ہے شب کو حُسنِ رخسارِ حسینؑ
روشنائی میں مرکب کی ہے اکثر چاندنی

سینۂ پُر داغِ زہراؑ دیکھ لے گر اِک نظر
چاند کے مانند داغی ہو سراسر چاندنی

مُجرئی ہے سوگوارِ ماہِ حیدرؑ چاندنی
اشک ہیں شبنم بُکا کرتی ہے شب بھر چاندنی

مُجرئی فرشِ نجف سے کب ہو ہمسر چاندنی
چاندنی جھاڑو تو جھڑتی ہے زمیں پر چاندنی

اے فلک اندھیر ہے عابدؑ کا زنداں بے چراغ
اے زمیں کیا قہر ہے دنیا میں گھر گھر چاندنی

تا کمالِ چاردہ معصومؑ روشن سب پہ ہو
چودھویں شب کو رہا کرتی ہے شب بھر چاندنی

حلّۂ نورانیِ فردوس کے مشتاق تھے
دیکھ کر عاشور کی شب کو بہتّر چاندنی

شمر نے چاہا کہ حضرت سے جدا عبّاسؑ ہوں
یہ نہ سمجھا چاند سے چھوٹے گی کیوں کر چاندنی

خاکساروں کا ہر اک دھبّے سے دامن پاک ہے
گرد آلودہ نہیں ہوتی زمیں پر چاندنی

کشورِ بغضِ علیؑ میں کیوں بسے ہیں تیرہ بخت
یاں نہ اوّل چاندنی ہے اور نہ آخر چاندنی

مہدیؑ دیں ہیں نہاں فیضِ ہدایت ہے عیاں
چاند جیسے ابر میں اور جلوہ گستر چاندنی

جب کہ زنداں کے اندھیرے سے بہت گھٹتا تھا دم
کہتے تھے بچّے دکھا دو ہم کو دم بھر چاندنی

ہوتے ہی طالع کیا ماہِ جوانی نے غروب
وائے قسمت دیکھنے پائے نہ اکبرؑ چاندنی

جب چُھٹی کو تارے دیکھے بانوؑ سے بولی قضا
وادیٔ غربت کی اب دیکھیں گے اصغرؑ چاندنی

بے سوادوں کو نہیں تمیزِ حُسن و قبحِ نظم
جانتا ہے کور سائے کے برابر چاندنی

طالع: طلوع / بے سواد: جاہل / تمیز: فرق / قبح: بد / کور: اندھا / پا انداز: پیروں کے درمیان / چرخ: فلک / شہپر: اصلی پچھوے کے پر / خوشا طالع: خوش نصیب / اشتیاق: شوق / نہرِ لبن: دودھ کی نہر

پیشِ فرشِ روضۂ شبیرؑ طلعت پر ترے
خندۂ دنداں نما کرتے ہیں اختر چاندنی

عرشِ اعظم جن کے گھر کا فرش پا انداز ہے
فرش کی خاطر نہ تھی ان کو میسّر چاندنی

روضۂ حضرت کی گلشن میں اگر گلچیں بنے
بھر لے دامن میں گُلِ خورشید انور چاندنی

ہر مہینے دشمنانِ دیں سے ہے سرگرمِ جنگ
چرخ پر رکھتی ہے ماہِ نو کا خنجر چاندنی

ظلمتِ زندانِ عابدؑ سے ہے زخمی ان کا دل
ہے نمک پاشِ دلِ احبابِ حیدرؑ چاندنی

کھینچتا ہے عاشقوں کے دل کو نورِ کربلا
مرغِ شب آہنگ کی خاطر ہے شہپر چاندنی

ہو گیا تھا خون غم سے خشک رنگت تھی سفید
فرش پر سجادؑ کا تھا جسمِ لاغر چاندنی

اے خوشا طالع کہ ہے نامِ حسنؑ سے ہم عدد
کیوں نہ ہو روشن دلوں میں نام آور چاندنی

روضۂ پُر نورِ مولاؑ میں بچھانی ہے اگر
مُہر کے چشمہ میں دھو اے ماہ انور چاندنی

اشتیاقِ سیرِ جنت دیتی ہے بے شیر کو
قاصدِ نہرِ لبن تھی بہرِ اصغرؑ چاندنی

گرد خیمے کے طلاے کو چلے عباسؑ جب
روشنی لے کر چلے پیشِ دلاورؑ چاندنی

اصغرؑ بے شیر کی تربت پہ رکھنا چاہیے
چاند کا ہے دودھ سے لبریز ساغر چاندنی

عکس خورشیدِ جبیں و ماہِ عارض جو پڑا
آسماں پر دھوپ نکلے اور زمیں پر چاندنی

احمدؑ مختار ہیں نورِ خدا کے آسماں
حیدرؑ و زہراؑ قمر شبیرؑ و شبرؑ چاندنی

نورِ تن چھَن چھَن کے کڑیوں سے زرہ کے تھا عیاں
چار سو چار آئینے سے تھی برابر چاندنی

شام سے سامانِ صبحِ قتل کرتے تھے شہید
نور کا تڑکا تھی بہرِ فوجِ سرورؑ چاندنی

سلام

مُجرئی شہؑ کو نہ کیوں خلقِ خدا یاد کرے
جو خدا کو تہِ شمشیرِ جفا یاد کرے

مُجرئی ہند کو پھر میری بلا یاد کرے
درِ دولت پہ اگر شیرِ خدا یاد کرے

ہر قدم شمر کا تھا حکم کہ وقتِ بے داد
نہ کوئی محکمۂ روزِ جزا یاد کرے

پشت پہ دُرّۂ بے داد لگاؤ اتنے
جب تلک زندہ رہے زینبِ عبا یاد کرے

کس طرح خاک اڑا کر نہ دمِ سرد بھرے
باغِ زہراؑ کی خزاں کو جو صبا یاد کرے

اپنے ہر شیعہ سے مولاؑ کی یہ فرمایش ہے
جو پیے پانی مرا خشک گلا یاد کرے

کلمہ گو آہ فراموش کریں حق اس کا
اُمّتِ جدّ کو جو ہنگامِ دعا یاد کرے

زیرِ راں شبدیز وہ تھا بال جس کے سنبلہ
زین ماہ نو عناں جوزا تھی پاکھر چاندنی

اک مہِ داغِ عزا میں کتنے جلوے ہیں دبیرؔ
قبر پہ باہر چراغاں اور اندر چاندنی

بولی صغریٰ کہ مسیحا نے بھلایا مجکو
کور اب یاد کرے یا کہ قضا یاد کرے

آہ قتل اُس کے نواسے کو کریں شہر سے دور
عرش پر اپنے قریں جس کو خدا یاد کرے

پُرزے پُرزے کریں تن اُس کا مسلماں صد حیف
جس کو تعظیم سے قرآں میں خدا یاد کرے

سوا راتوں کا سکینہؑ کو نہ بھولے کیوں کر
جب کہ دل سینۂ شاہِ شہداؑ یاد کرے

ہے یقیں عشرتِ دنیا سے طبیعت بھر جائے
بعد عاشور جو رونے کا مزا یاد کرے

ننگے سر پھرنے سے کس طرح نہ زینبؑ شرمائے
پردہ ماں کا جو وہ محتاجِ ردا یاد کرے

ذکر شبیرؑ کا یوں کرتی تھی صغریٰ بیمار
جیسے تپ میں کوئی آیاتِ شفا یاد کرے

دستِ فریاد یقیں ہے کہ کفن سے ہو بلند
ضرب ذرّوں کی اگر خیرالنسا یاد کرے

کہا بانوؑ نے نہ پانی بھی ملا میرے گھر
جا کے فردوس میں بچّہ مرا کیا یاد کرے

قطعہ

دیکھ کر چہرۂ اکبرؑ یہ پکارے اعدا
کون یوسف کو حضور اس کے بھلا یاد کرے

رُخ ہے وہ گلشنِ قدرت کہ بوقتِ گُل گشت
دل عنادل کا نہ اک گُل کی صفا یاد کرے

گر نگہ خضر کی ہو چاہِ ذقن سے سیراب
پھر نہ وہ ذائقۂ آبِ بقا یاد کرے

زلف وہ زلف کہ شیرازۂ اجزائے ثواب
ہے خطا یاں جو کوئی مشکِ خطا یاد کرے

چشم وہ چشم کہ نظارہ کرے اس کا اگر
نرگسِ باغِ جناں کو نہ صبا یاد کرے

قدِ پُرنور ہے وہ شمع کہ دیکھے جو کلیمؑ
شجرۂ طور کی ہرگز نہ ضیا یاد کرے

واہ کیا نور ہے کیا حُسن ہے اللہ اللہ
ایسے بندوں کو نہ کیوں جُنیدِ خدا یاد کرے

غرق ہو نوحؑ کے طوفان میں ہر کشتیِ چشم
گر بکا میں کوئی عابدؑ کی بکا یاد کرے

گو میں ذاکر ہوں پہ محشر میں یہ خواہش ہے دبیرؔ
سگِ در کہہ کے مجھے شیرِ خدا یاد کرے

نہ تو جنت کی نہ فردوس کی خواہش ہے دبیرؔ
بس نجف میں مجھے اب شیرِ خدا یاد کرے

سلام

پیروِ شہِؑ بے سر کا ازل سے جو قلم ہے
اس واسطے مُجرائی سرِ خامہ قلم ہے

ہر بیت میں مضمون نیا زیبِ رقم ہے
مُجرائی کلیدِ درِ غیب اپنا قلم ہے

درپیش خزاں جوں گُلِ زہراؑ کی رقم ہے
بلبل کی طرح نوحے میں مُجرائی قلم ہے

وصفِ قدِ شبیرؑ کا کیا فیض رقم ہے
مانندِ الف راست سلامی کا قلم ہے

مدحِ شہِؑ دیں لکھنے سے کب سیر قلم ہے
خالی صفتِ گرسنہ خامے کا شکم ہے

مُجرائی دریدہ جو گریبانِ قلم ہے
درپیش مگر مرثیۂ شہؑ کی رقم ہے

ازل: ابتدا / بیت: شعر / زیب: شان / کلید: کنجی / وصف: تعریف / گرسنہ: بھوکا / دریدہ: پھٹا ہوا / درپیش: سامنا

شبیرؑ کے ہے روئے کتابی سے مشابہ
دنیا میں جواز اس لیے قرآں کی قسم ہے

قطعہ

یوں حُر سے مخاطب ہوئے کفار دمِ جنگ
شادی ہے تجھے آج ولیکن ہمیں غم ہے

واں فاقہ ہے اور پیاس یہاں میوے ہیں اور نہر
واں ذلّت و خواری ہے یہاں جاہ و حشم ہے

مانا کہ ہیں شبیرؑ پیمبرؐ کے نواسے
پَر شام کا حاکم بھی نہیں رتبہ میں کم ہے

کی تیغِ زباں حُر نے عَلم اور یہ پکارا
خاموش وگرنہ ابھی سَر سب کا قلم ہے

سودا بہ رضا اپنا ہے بازارِ قضا میں
حُبِ شہِؑ دیں سکّہ ہے دل حُر کا درم ہے

تم کو مرے آقا کے شرف کیا نہیں معلوم
کعبے کی قسم قبلۂ اربابِ ہِمَم ہے

خورشیدِ زمیں بدرِ فلک شمعِ مدینہ
سردارِ عرب ہے وہی سلطانِ عجم ہے

کیا پاسِ بزرگیِ درِ شاہِؑ اُمَم ہے
مُجرائی فلک دُور سے تسلیم کو خم ہے

وہ قبلہ نور ابروئے سلطانِ اُمَم ہے
مُجرائی فلک پر مہِ نو سجدے کو خم ہے

یہ فیض ثنائے قدِ سلطانِ اُمَم ہے
ہر مصرعِ سرسبز مرا سروِ ارم ہے

مُجرائی یہی موج کی سطروں میں رقم ہے
سَقّاؤں میں یکتا ہے تُو سقّائے حرم ہے

مُجرائی سرِ فتح و ظفر سجدے میں خم ہے
تیغِ دو زباں شاہؑ کی محرابِ حرم ہے

موزوں جو ثنائے شرفِ اہلِ حرم ہے
مُجرائی ہر اِک بیت مری بیتِ حرم ہے

موسیٰؑ کو ندا آئی کہ نعلین اُتارو
صحرا یہ نہیں مقتلِ سلطانِ اُمَم ہے

جس طرح سے یہ پانچ نمازیں ہوئیں ہم پر
واجب بہ خدا پنجتنِؑ پاک کا غم ہے

عباسؑ پکارے نہ سمجھنا مجھے بے دست
اک ہاتھ مرا تیغ ہے اِک ہاتھ علم ہے

زہراؑ نے کہا شیر ترائی میں ہے کس کا
دریا سے ندا آئی کہ سقائے حرم ہے

گھبرا کے سکینہؑ نے کہا پیاس بجھاؤ
عباسؑ تمھیں مالکِ کوثر کی قسم ہے

رو رو کے حرم پیٹ رہے تھے سر و سینہ
محراب خمِ تیغ میں سر شاہؑ کا خم ہے

کیا حُسن شہادت کا ہے کیا شانِ عبادت
صف بستہ جماعت کے عوض لشکرِ غم ہے

جز قطرۂ خوں دانۂ تسبیح ہے نایاب
ہم دم دمِ تکبیر فقط تیغ کا دم ہے

پہلو میں ہے سوفار کلیجے میں ہے پیکاں
سینے میں سناں حلق پہ شمشیرِ ستم ہے

لب شکر میں سر سجدے میں دل یادِ خدا میں
رو جانبِ قبلہ ہے نگہ سوے حرم ہے

کیا حاکمِ شامی کو ہے شبیرؑ سے نسبت
وہ کفر یہ اسلام وہ دَیر اور یہ حرم ہے

وہ ظلم ہے یہ عدل وہ عصیاں یہ عبادت
وہ رنج یہ راحت وہ ستم ہے یہ کرم ہے

تم کور ہو کیا دیکھو میرے واسطے واللہ
یہ حُور یہ حُلّہ یہ کوثر یہ اِرم ہے

ہاتف نے ندا دی نہ پھرا ہے نہ پھرے گا
اے ناریو حُر عاشقِ سلطانِ اُمم ہے

قاسمؑ سے کہا خطِ حسنؑ شاہؑ نے پڑھ کر
وہ اس میں رقم ہے جو مقدر میں رقم ہے

کس وقت حسینؑ آئے ہیں اکبرؑ کے سرھانے
سینے میں تو پھل برچھی کا اور ہونٹوں پہ دم ہے

خواہر سے کہا خواب میں آ کر، شہِ دیں نے
زینبؑ ترے سر کھلنے کا کتنا مجھے غم ہے

قطعہ

عباسؑ کے بازو جو کٹے کہنے لگا شمر
اب قید کرو ان کو کہ ہر شانہ قلم ہے

نایاب: نہیں ملتا، سوفار: تیر کی نوک، پیکاں: تیر

سجادؑ ہیں یوں تیز رو راہِ رضا واہ
گویا کہ نہ زنجیر ہے پا میں نہ ورم ہے

سجادؑ کے ہمراہیوں کی پوچھو نہ تفصیل
بس بیڑیاں ہیں خار ہیں پاؤں کا ورم ہے

عابدؑ نے کہا کیوں مجھے پہناتے ہو زنجیر
بیمار کی زنجیر تو پاؤں کا ورم ہے

اِک جا ہیں پس از مرگ بھی سردارؑ و علمدارؑ
ہر تعزیے کے پاس گواہی کو علم ہے

کہتی تھی مسلمانوں کی بستی میں سکینہؑ
پانی دو ذرا سا کہ مرا ہونٹوں پہ دم ہے

بانوؑ نے کہا باپ کے پہلو کو بسایا
واری گئی اصغرؑ مری الفت تمھیں کم ہے

بیٹے جو چلے رن کو تو زینبؑ یہ پکاری
سر شہؑ پہ فدا کرنا مرے سر کی قسم ہے

غل کر کے قیامت ابھی برپا کرے زنجیر
پر ہے یہ ادب بیچ میں عابدؑ کا قدم ہے

سیلی کبھی لگتی ہے کبھی چھنتا ہے گوہر
منھ سُرخ طمانچوں سے ہے کانوں پہ ورم ہے

جلاد بھی رویا جو کہا شہؑ نے دمِ ذبح
اے شمرِ لعیں پانی کہ اب ہونٹوں پہ دم ہے

سَقہ بھی موا ہے کوئی پیاسا یہ بتا دے
دریا تجھے سَقائے سکینہؑ کی قسم ہے

عباسؑ چلے رن کو تو چلائی سکینہؑ
جلد آنا چچا تم کو مرے سَر کی قسم ہے

فرصت نہیں لکھنے کی دبیرؔ آج وگرنہ
مضمون تو کتنے ہی سلاموں کا بہم ہے

(۷۲)

بہتّر نوادر

سلاموں سے منتخب نادر اشعار

۱ متفق حبِّ علیؑ پر ہوں جو سب اہلِ جہاں   ایک بھی پھر نہ قیامت میں گنہ گار ملے

۲ رن میں بازارِ شہادت جو قضا نے کھولا   سر بکف جنسِ شہادت کے خریدار ملے

۳ زینبؑ نے کہا حُر کی ضیافت میں کروں کیا   فاقے کے سوا کچھ بھی مرے گھر میں نہیں ہے

۴ سلامی خاک ہوئے خاک سے غبار ہوئے   ابوترابؑ کے مرقد پہ یوں نثار ہوئے

۵ سلامی ذرّہ نہ دوں آفتاب کے بدلے   نہ لوں میں عرش درِ بوترابؑ کے بدلے

۶ مہماں ہے غمِ شاہؑ، دبیرؔ اہلِ عزا میں   گو کرب و بلا ہند کے کشور میں نہیں ہے

۷ زہے سخاوتِ عابدؑ برہنہ پائی میں   تمام آبلۂ پا لباسِ خار ہوئے

۸ بڑھایا نقطۂ اشکِ عزا نے رتبۂ چشم   کہ عین پر جو دیا نقطہ تو ہزار ہوئے

۹ ہر ایک دانۂ تسبیحِ کربلا ہے گواہ   کہ بوترابؑ کے سب لال خاک سار ہوئے

۱۰ صغریٰ نسیمِ صبح سے بولی کہ ٹھہر جا   کیا خوب تجھ سے آتی ہے بُوئے پدر مجھے

۱۱ کتاب وصفِ علیؑ میں اگر لکھوں میں دبیرؔ   بناؤں تارِ شعاعی سے تار مسطر کے

۱۲ سینے میں نیزہ حلق پہ خنجر زبان پہ شکر   یہ حلم جز حسینؑ بھلا کس بشر میں ہے

۱۳ طوفاں اٹھا ہے آبِ دمِ ذوالفقار سے   ہستیٔ اہلِ ظلم کی کشتی بھنور میں ہے

۱۴ جب دوا پیتی تھی صغریٰ تو دعا کرتی تھی   باپ کا شربتِ دیدار میسّر ہوئے

۱۵ یہ بولی دیکھ کے نرگس کو باغ میں صغریٰ   کہ تو بھی کیا گُلِ زہراؑ کے انتظار میں ہے

۱۶ تا کمالِ چاردہ معصومؑ روشن سب پہ ہو   چودھویں شب کو رہا کرتی ہے شب بھر چاندنی

۱۷ جب سفیدی روضۂ شبیرؑ میں ہونے لگی   گرد روضے کے پھری چونے میں مل کر چاندنی

۱۸ مجرئی فرشِ نجف سے کب ہو ہمسر چاندنی   چاندنی جھاڑو تو جھڑتی ہے زمیں پر چاندنی

۱۹ ہر مہینے دشمنانِ دیں سے ہے سرگرمِ جنگ   چرخ پر رکھتی ہے ماہِ نو کا خنجر چاندنی

۲۰ مال و زر کا کیا بھروسا چاہیے فکرِ مآل   فی المثل ہے چار دن کی اے تونگر چاندنی

۲۱ تھی یاد سکینہؑ کی جو پیاس ان کو تو شہؑ نے — منہ پھیر لیا جب گئے کوثر کے برابر

۲۲ سینۂ شبیرؑ پر بیٹھا رہا جب تک شقی — گنبدِ قبرِ رسولؐ اللہ تھرّا یا کیا

۲۳ غُل کرکے قیامت ابھی برپا کرے زنجیر — پر ہے یہ ادب بیچ میں عابدؑ کا قدم ہے

۲۴ تسبیحِ حق میں صرف کیا رشتۂ حیات — دیکھو خدا کے واسطے طاعت امامؑ کی

۲۵ مثلِ دو طفل شمس و قمر آئیں درس کو — زیرِ بغل کتاب لیے صبح و شام کی

۲۶ قالب میں شہؑ کے تیر تھے بعد از وداعِ روح — سورج غروب ہو گیا باقی کرن رہی

۲۷ تیغ ہے برقِ غضب شعلہ فشاں آتشِ قہر — مرگ رہ جاتی ہے جس جا یہ رواں ہوتی ہے

۲۸ دبیرؔ ہو گا خدا مشتریٔ گوہرِ اشک — بھلا یہ رتبہ کہاں ہے دُرِ عدن کے لیے

۲۹ اکبرؑ کا دیکھ چاہِ ذقن بول اُٹھے عدو — آبِ حیاتِ شہؑ اسی چاہِ ذقن میں ہے

۳۰ عابدؑ غمِ پدر میں یہاں تک ہوئے ضعیف — مثلِ حباب کچھ نہیں ان کے بدن میں ہے

۳۱ کہا زہراؑ نے شہؑ کی لاش سے حُر کا نہ غم کھانا — ردا زہراؑ نے بیٹا اُس کے لاشے پر اڑھائی ہے

۳۲ جس طرح سے ہیں پانچ نمازیں ہوئیں ہم پر — واجب بخدا پنجتنؑ پاک کا غم ہے

۳۳ شاہؑ کہتے تھے شہادت کی گواہی کے لیے — دامنِ افلاک پہ کافی ہے اصغرؑ کا لہو

۳۴ دیکھتا تھا انگلیوں پر شمر واں خنجر کا دم — یاں اُچھلتا تھا گلوئے ابنِ حیدرؑ کا لہو

۳۵ کیا غضب ہے کاٹ کر شہؑ کا گلا جلاد نے — جا کے پونچھا چادرِ زینبؑ سے خنجر کا لہو

۳۶ ذکر شبیرؑ کا یوں کرتی تھی صغریٰؑ بیمار — جیسے تپ میں کوئی آیاتِ شفا یاد کرے

۳۷ کبریٰؑ پہ خاتمہ ہے حیا کا کہ رات بھر — مانندِ شمع روتی تھی لیکن صدا نہ تھی

۳۸ ماں سے صغریٰؑ کہتی تھی مجھ کو چھپا کر لے چلو — میں منا لوں گی اگر بابا خفا ہو جائیں گے

۳۹ جلائے لشکرِ ناری نے وہ خیامِ حسینؑ — تھے جن میں رشتۂ ایماں طناب کے بدلے

۴۰ لقب رسولؐ کا اُمّی تھا پر بہ فضلِ خدا — پڑھا تھا علمِ لدن ہر کتاب کے بدلے

۴۱ مثالِ قبلہ نما کو جو دل سے شاہؑ کے دوں — قرار قطب کو ہو اضطراب کے بدلے

۴۲ع دودھ کی خاطر نہیں ہوتے ہیں گریاں شیر خوار   بے زباں اطفال گویا بہر اصغرؑ روتے ہیں

۴۳ع زمیں پہ ذرّے نہ کیوں تڑپیں صورتِ اختر   کہ زیرِ خاک یدُ اللہ کے ستارے ہیں

۴۴ع اے مُجرئی سکینہؑ بھی کیا کام کر گئی   بابا کے سر پہ سر کو رکھا اور مر گئی

۴۵ع فلک کا بخل تو دیکھو کہ بیچے دریا پر   حسینؑ امامؑ کو دی پیاس آب کے بدلے

۴۶ع شہید و بے کس و مظلوم و بے دیار غریب   ہر ایک لفظ یہ شبیرؑ کے خطاب میں ہے

۴۷ع شیرِ خاتونِ قیامت کی جسے دھار ملے   مُجرئی قہر ہے اُس حلق سے تلوار ملے

۴۸ع نبیؐ مدینۂ علم اور اس مدینہ میں   کنندۂ درِ خیبر ہے باب کے بدلے

۴۹ع صفا رُخ میں وہ ہے جو سُن لے کسی سے   نہ آئینہ دیکھے سکندر دوبارہ

ذیل کے اشعار دبیرؔ شناسی، شاعرانہ تعلّی اور صنعتِ حسنِ تخلّص کی عمدہ مثالیں ہیں:

۵۰ع فرصت نہیں لکھنے کی دبیرؔ آج وگرنہ   مضمون تو کتنے ہی سلاموں کا بہم ہے

۵۱ع یہ سلامِ شہِؑ مظلوم کہا خوب، دبیرؔ   دیکھوں انعام میں مولاؑ تجھے کیا دیتے ہیں

۵۲ع جب تک نہ ہوئے علم سے کچھ بہرہ اے دبیرؔ   کوئی نہ ڈالے مرثیہ گوئی کے فن میں ہاتھ

۵۳ع دبیرؔ سبطِ رسولؐ خدا کے صدقے سے   ترا سلام یہ نایاب روزگار ہوا

۵۴ع دبیرؔ اہلِ انصاف شاہد ہیں اس کے   سخن میں نیا ہے قرینہ ہمارا

۵۵ع نیا مرثیہ نظم ہوتا ہے ہر ماہ   دبیرؔ اس کو سمجھو مہینا ہمارا

۵۶ع تا چند کروں شرح دبیرِؔ جگر افگار   اس غم کا ہر اک نکتہ ہے دفتر کے برابر

۵۷ع خوف کیا دُشمنِ بے دیں کا دبیرؔ غمگیں   آبرو تیری ہے ہر دم شہِؑ ابرار کے ساتھ

۵۸ع خاقانِ سخن ہوں میں دبیرؔ جگر افگار   سکّہ ہے تخلّص مرا اور نظم درم ہے

۵۹ع بہر ثواب نظم میں کرتا ہوں اے دبیرؔ   افسوس اب جہاں میں نہ قدرِ سخن رہی

۶۰ع جس پہ ہوتی ہے عنایاتِ شہِؑ دیں کی دبیرؔ   اس کا مقبول دو عالم میں سخن ہوتا ہے

۶۱ع گر دعوائے زباں ہے تو جوں شمع اے دبیرؔ   درکار خاموشی تجھے ہر انجمن میں ہے

۶۲ صاحبِ فیض ہوں میں فیضِ شہِ دیں سے دبیرؔ — ہو گئے ہیں مری صحبت میں سخن داں کتنے

۶۳ ہم نے میزانِ نظر میں جو کیا وزن دبیرؔ — دُرِ شہوار بھی کم میرے سخن سے نکلے

۶۴ مقبول کی یہ نظم شہِ دیں نے اے دبیرؔ — شہرت ہوئی اسی سے ہمارے کلام کی

۶۵ درِ شہ خوابِ اجل کے لیے پاؤں جو دبیرؔ — آنکھ کھل جائے کہ اب طالعِ بیدار ملے

۶۶ طالبِ دادِ مضامیں عقلا سے ہے دبیرؔ — بے خرد سے نہیں دعوائے ہنر کرتا ہے

۶۷ بے سوادوں کو نہیں تمیزِ حسن و قبحِ نظم — جانتا ہے کور سائے کے برابر چاندنی

۶۸ لیتے ہیں شہ سے خلعتِ فردوس اے دبیرؔ — کرتا ہے چاک پنجۂ غم سے کفن ہمیں

۶۹ دبیرِؔ خستہ کی ہے عرض شہ سے — سخن سرسبز ہو باغِ جناں میں

۷۰ غمِ حسینؑ سے روشن عمل ہمارے ہیں — فلک ہے سینہ تو داغِ عزا ستارے ہیں

۷۱ ہے عز و وقار اپنا دبیرؔ اہلِ عزا میں — تقدیر میں مداحیِ شاہِ شہدا تھی

۷۲ طوفِ کعبہ کا تجھے شوق ہے ازبس کہ دبیرؔ — مضطرب دل صفتِ قبلہ نما رہتا ہے

نمونۂ

نادر مضامین

اور

صنائع و بدائع

دبیرؔ کا ایک شاہکار سلام، جو سترہ اشعار پر مشتمل ہے، ایک خاص صنعت اور صنعتِ جمع سے مالا مال ہے، اس سلام کے ہر شعر کے مصرع اولیٰ میں چار چیزوں کا ذکر ہے اور دوسرے مصرعے میں اس مضمون کو دلچسپ اور نئے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ہم بطورِ مثال چند شعر یہاں پیش کرتے ہیں:

کوفے میں کربلا میں بقیعہ میں طوس میں — مدفوں ہوے بتولؑ کے دلبر کہاں کہاں
گُل میں شفق میں لعل میں خورشیدِ صبح میں — ہے رنگِ خونِ کشتۂ خنجر کہاں کہاں
صفّین میں جمل میں اُحد میں تبوک میں — تنہا لڑے ہیں فاتحِ خیبر کہاں کہاں
دنیا میں آخرت میں سقر میں بہشت میں — ہے اختیارِ حیدرِ صفدرؑ کہاں کہاں
خورشید میں قمر میں ستاروں میں برق میں — ہے نورِ آفتابِ پیمبرؐ کہاں کہاں
غربت میں گھر میں قبر میں محشر میں اے دبیرؔ — آئے مدد کو ساقیِ کوثر کہاں کہاں

مرزا صاحب کے کچھ اشعار یہاں پیش کیے جارہے ہیں:

سلامی کرتے تھے اکبرؑ خطاب آہستہ آہستہ — نکالا ہے زخمِ دل کو چل عقاب آہستہ آہستہ
کہا زینبؑ نے دیکھوں اور بھائی کو کوئی ساعت — الٰہی ہو طلوعِ آفتاب آہستہ آہستہ
کہا صغریٰ نے روکر آتشِ فرقت نے اے بابا — کیا ہے طائرِ دل کو کباب آہستہ آہستہ

ذیل کے چند اشعار میں حضرت علی اکبرؑ کا سراپا پیش کیا ہے، جو نادر الکلامی کے ساتھ ساتھ نادرالکلامی کی بھی عمدہ مثال ہے:

رُخ ہے وہ گلشنِ قدرت کہ بوقتِ گُل گشت — دل عنادل کا نہ اِک گُل کی صفا یاد کرے
گر نگہ خضر کی ہو چاہِ ذقن سے سیراب — پھر نہ وہ ذائقۂ آبِ بقا یاد کرے
زلف وہ زلف کہ شیرازۂ اجزائے ثواب — ہے خطایاں جو کوئی مشکِ خطا یاد کرے
چشم وہ چشم کہ نظارہ کرے اس کا اگر — نرگسِ باغِ جناں کو نہ صبا یاد کرے
قدِ پُرنور ہے وہ شمع کہ دیکھے جو کلیم — شجرِ طور کی ہرگز نہ ضیا یاد کرے

چاندنی کی ردیف میں چند شعر دیکھیے:

بارہا لکھا ہے شب کو حُسنِ رخسارِ حسینؑ — روشنائی میں مرکّب کی ہے اکثر چاندنی
احمدؐ مختار ہیں نورِ خدا کے آسماں — حیدرؑ و زہراؑ قمر شبیرؑ و شبر چاندنی

مرزا دبیرؔ کا ایک عمدہ سلام، جو چھتیس اشعار پر مشتمل ہے، جس کی ردیف ''دوبارہ'' ہے، اس سلام کے چند اشعار یہاں پیش کیے جاتے ہیں:

جلا خیمۂ شہ تو بولے ملائک — نبیؐ کا جلایا گیا گھر دوبارہ
پھری لُوٹ بعد از وفاتِ سکینہؑ — پہننے نہ پائی وہ گوہر دوبارہ
چھنا تھا مدائن میں پھر کربلا میں — لُٹا شہر بانو کا زیور دوبارہ
کہا والدہ نے یہ مرنے کی جلدی — نہ ہچکی بھی لی تم نے اکبرؑ دوبارہ
اجاڑا تھا اے چرخ کس طرح تُو نے — بسا جو نہ سادات کا گھر دوبارہ

مرزا دبیرؔ کا ایک طویل ساٹھ (۶۰) اشعار کا سلام ہے جس میں عمدہ مکالمہ نگاری ہے اور مکالمہ کی صورت کو مرزا دبیرؔ نے اپنی طبیعت کی جولانی سے پیدا کر کے مصائب کو پیش کیا ہے۔ قطعہ بند اور طویل مکالمہ نگاری دبیرؔ کی اہم شناخت ہے۔ ہم اس موقعے پر صرف چند اشعار پیش کر کے اپنے مدّعا کو ثابت کریں گے کہ سلاموں میں یہ مکالمہ نگاری دبیرؔ ہی کا حق اور فن تھا جو ان ہی کے ساتھ ختم بھی ہو گیا:

یثرب میں آئی خواب میں زینبؑ کے یوں بتولؑ — ماتھا بھرا تھا خون سے سر پر ردا نہ تھی
زینبؑ نے پوچھا کس کے لہو سے جبیں ہے لال — تم پر تو آفتِ سفرِ کربلا نہ تھی
رو کر کہا بتولؑ نے تم یاد تو کرو — کس وقت کس جگہ میں شریکِ عزا نہ تھی
روئی تمھارے ساتھ ہر حرؑ کی لاش پر — زینبؑ میں کس شہید کی صاحبِ عزا نہ تھی
جھاڑا تھا کس نے بالوں سے صحرائے کربلا — ہے ہے میں کربلا میں شبِ قتل کیا نہ تھی
تھامی تھی تم نے جس گھڑی مظلوم کی رکاب — کیا ساتھ ساتھ گھوڑے کے میں ننگے پا نہ تھی
جب تم گری تھیں بھائی کے مردے پر اوٹ سے — کیا بال کھولے لاش پہ خیر النساؑ نہ تھی
یثرب سے تا بہ ماریہ اور واں سے تا بہ شام — زینبؑ کہیں حسینؑ سے زہراؑ جدا نہ تھی

زینبؑ نے عرض کی کہ بجا کہتی ہیں جناب   اے والدہ مجھے خبرِ دست و پا نہ تھی

صنعتِ جمع: (گھوڑے کے صفات۔نادر مضمون)

اور

صنعتِ مبالغہ:

عنقا ہے یہ مرکب کہ عقاب علی اکبرؑ   قدرت کا کرشمہ رگ و ریشہ میں بہم ہے
چھل بل ہے چھلاوہ ہے توہم ہے تصور   اژدر نفس و برق تگ و صاعقہ دم ہے
دریا اثر و شعلہ خواص و شرر آگیں   آہو رم و طاؤس دم و شیر شیم ہے
اس رخش کا سایہ ہے ہما جست ہے بجلی   سیماب پسینہ ہے ہوا گردِ قدم ہے

صنعتِ جمع:

رعشہ ورم بخار غشی ضعف دردِ سر   عابدؑ کو اتنے عارضے تھے اور دوا نہ تھی

صنعتِ حسنِ تعلیل:

تشنگیِ شہِ دیں جب میں رقم کرتا ہوں   خشک ہر حرف پہ خامے کی زباں ہوتی ہے

صنعتِ حسنِ تعلیل:

ہم کو انجم سے ہے ثابت کہ غمِ مولاؑ میں   آہِ سکانِ فلک شعلہ فشاں ہوتی ہے

صنعتِ حسنِ تعلیل:

پیکاں نہیں لگی اسی حیرت سے مومنو   انگلی ہر ایک زخم نے رکھی دہن میں ہے

صنعتِ حسنِ تعلیل:

پیروِ شہِ بے سر کا ازل سے جو قلم ہے   اس واسطے مجرائی سرِ خامہ قلم ہے

صنعتِ حسنِ تعلیل:

مدحِ شہِ دیں لکھنے سے کب سیر قلم ہے   خالی صفتِ گرسنہ خامے کا شکم ہے

صنعتِ حسنِ تعلیل:

کیا پاسِ بزرگیٔ درِ شاہِ اُمم ہے   مجرائی فلک دُور سے تسلیم کو خم ہے

صنعتِ حسنِ تعلیل:

کر کر یہ آہ بارِ شرر بار اے دبیرؔ | تابندہ برق ہوتی ہے اکثر سحاب میں

صنعتِ حسنِ تعلیل:

گور زہراؑ کے پسر کو نہ ملی تا چہلم | اس لیے دشت ہر اک خاک بہ سر کرتا ہے

صنعتِ حسنِ تعلیل:

پا پیادہ جو گلِ فاطمہؑ ہے اس غم سے | آبلہ زیرِ قدم چشم کو تر کرتا ہے

صنعتِ حسنِ تعلیل:

مہدیِٔ دیں ہیں نہاں فیضِ ہدایت ہے عیاں | چاند جیسے ابر میں اور جلوہ گستر چاندنی

صنعتِ سوال وجواب کے یہ دو شعر عمدہ مثال ہیں:

مگر اس شب کو ہے وہ شکلِ پُرخوں | فرشتے کہتے ہیں یا رب یہ کیا ہے
ندا آتی ہے عرشِ کبریا سے | فرشتو وقتِ فریاد و بکا ہے

سہلِ ممتنع:

کہا والدہ نے یہ مرنے کی جلدی | نہ ہچکی بھی لی تم نے اکبرؑ دوبارہ

ان اشعار میں صنعتِ جمع صنعتِ جمع وتفریق وتقسیم اور صنعتِ لف ونشر کی آرایش ہے:

تم کو مرے آقا کے شرف کیا نہیں معلوم
کعبے کی قسم قبلۂ اربابِ ہمم ہے
خورشیدِ زمیں بدرِ فلک شمعِ مدینہ
سردارِ عرب ہے وہی سلطانِ عجم ہے
کیا حاکمِ شامی کو ہے شبیرؑ سے نسبت
وہ کفر یہ اسلام وہ دَیر اور یہ حرم ہے
وہ ظلم ہے یہ عدل وہ عصیاں یہ عبادت
وہ رنج یہ راحت وہ ستم ہے یہ کرم ہے

صنعتِ سیاق الاعداد:

علیؑ کی تیغ دو سر سے عدو جو چار ہوئے
یہ ایک وصف تھا اس میں کہ دو کے چار ہوئے

گردشِ افلاک میں ہے کیا شش و پنج اے دبیر
ہے دو عالم میں وسیلہ ہم کو ہشت و چار کا

ہزار و نو صد و پنجاہ و یک جراحت تھے
خدا کی راہ میں شبیرؑ جب نثار ہوئے

لاریب شش جہت میں وہی سر بلند ہے
جو سر پہ مارتا ہے غمِ پنجتنؑ میں ہاتھ

صنعتِ مذہب الکلامی:

تعمیر اس لیے کیا کعبہ خلیلؑ نے
قابل کوئی ولادتِ حیدرؑ کے جا نہ تھی

صنعتِ سیاق الاعداد: صنعتِ تکرار، صنعتِ جمع اس شعر میں دیکھیے:

ایک حُر ایک پسر ایک غلام اک بھائی
عاشقِ پنجتنؑ اُس فوج سے یہ چار آئے

صنعتِ ذوالسانین (فارسی + اُردو)

زہے حسینؑ کہ سازند سبحہ از خاکش
ہے خاک ذکر میں گویا جناب کے بدلے

صنعتِ طباق تدبیج:

سیاہ پوش حرم اور سرخ پوش حسینؑ
فلک نے رنگ کیے انقلاب کے بدلے

جناں گھر ملک پاسباں عرش کرسی
فلک منبر ہفت زینہ ہمارا

ہمیں فقر و فاقہ تجھے زر مبارک
یہ دولت تری وہ خزینہ ہمارا

نسیم غنچۂ تسلیم زیبِ باغِ نعیم
بہارِ گلشنِ صبر و رضا حسینؑ حسینؑ

صنعتِ ذوالسانین:

مرادِ کن فیکوں شرحِ آیۂ لولاک
چراغِ طاقِ علومِ خدا حسینؑ حسینؑ

حواسِ خمسۂ زہراؑ قرارِ شیرِؑ خدا
امامِ خامسِ آلِ عباؑ حسینؑ حسینؑ

پُلِ صراط سے بے شک اُتر ہی جائیں گے
زباں سے کہہ کے یہ اہلِ عزا حسینؑ حسینؑ

آفاق دنگ ابلق ایام لنگ تھا
آواز سُن کے دُلدلِ محشر خرام کی